وقت کی بات

مصنفہ
چودھری محمد لطیف از بھول

تعداد طبع

قیمت
(۲/۶م)

مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

اعلان

کم از کم اور زیادہ سے زیادہ قیمت کے مکانات شہر کے تمام محلوں میں، باغات شہر کے چاروں سمت اور بلڈنگ پلاٹس واقع حیدرگوڑہ۔ سوماجی گوڑہ۔ نارائن گوڑہ۔ کاچی گوڑہ۔ قطبی گوڑہ نام پلی۔ لنگم پلی۔ ملا پلی۔ ہمایون نگر۔ حبیب نگر۔ آصف نگر۔ مشیرآباد سیت آباد۔ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے اقبال برادرس آکشنرز اینڈ اسٹیٹ ایجنٹس۔ نظام شاہی روڈ فون نمبر (۲۸۱۰) سے مشورہ کیجئے۔

جائدادوں کی

خرید و فروخت کا حیدرآباد میں سب سے زبردست مرکزی یہی فرم ہے۔ جس کے توسط سے آپ حسب خواہش جائداد واجبی داموں پر خرید و فروخت کر سکتے ہیں

منیجر

اقبال برادرس نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن

مُصنّفہ

چوہدری محمد لطیف ڈھول

(آف)

گجرات پنجاب

حال مقیم زمستان پور مشیر آباد

(دکن)

فہرست مضامین

شکریۂ احباب

میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں اپنے مخلص کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے اپنا بیش قیمت وقت صرف کر کے اِس ناچیز تصنیف پر اظہار رائے کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اِس کے میرے وہ احباب بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کامیابی کا کامل یقین دلا کر مجھے اِس کے طبع کرانے کا پُر زور مشورہ دیا اور جن کی ہمدردیاں میرے ساتھ ہیں۔ بالخصوص مولوی محمد سعید خاں رنگ برادر آف سکندر آباد کا ممنون ہوں کہ اُنہوں نے اِس اہم کام میں میرا ہاتھ بٹانے میں خاص طور پر حِصّہ لیا۔

نیازمند

محمد لطیف

نذر

(٭)

کسی کتاب کا نامی گرامی ہستی کے نام سے معنون کرنا موجودہ زمانہ کا عام رواج ہے۔ مصنف یا موتف کی نظریں اٹھتی ہیں اور ایسی ہستی پر ٹھہر جاتی ہیں جو اس کی نگاہ میں عزیز ترین یا سب سے زیادہ قابلِ عزت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اگر اس کتاب کے موتف کی نظروں نے دنیائے حیدر آباد کے موجودہ بے بدل خادمِ ملک و ملت لسان الامت الحاج نواب بہادر یار جنگ بہادر صدر اتحاد المسلمین کا انتخاب کیا تو جائے تعجب نہیں۔

نواب صاحب موصوف جن قابل تعریف خوبیوں کے حامل ہیں۔ اس سے قوم کا بچہ بچہ واقف ہے۔ علاوہ ایک عالی خاندان کے مایۂ ناز سپوت اور رئیس ابنِ رئیس ہونے کے نواب صاحب جن دلی اور دماغی خوبیوں کے مالک ہیں وہ ایسی ہیں جن کے متعلق ہر دیکھنے والا یہ کہہ اٹھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کے اخلاق و عادات حُسنِ سلوک سادگی و تمیز بڑے چھوٹے سے انتہائی رواداری اور یکسانیت کا سلوک آپ کا قومی خدمات میں انہماک اور مشکل سے مشکل مسائل کے حل میں غیر معمولی فہم و ادراک ایسی چیزیں ہیں کہ ہر انسان پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور ان سب پر وہ خداداد قابلیتِ تقریر ہے جو نواب صاحب موصوف کا طرۂ امتیاز ہے اور جس نے اُن کو اِس وقت نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان کا مایۂ ناز فرزند بنا رکھا ہے۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ شاعر اور مصنف کی زندگی میں یا تو پذیرِ عزت ہوتی ہے یا بعد مرنے کے ہوتی ہے۔ لیکن ایک مقرر اور اچھے مقرر کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ اُسی وقت لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا اور خراجِ تحسین حاصل کر لیتا ہے یہ حقیقت کم از کم حیدرآبادیوں کے لیئے ایک افسانہ تھی لیکن نواب صاحب کی جادو بیانی نے انہیں بتلا دیا کہ بدیہات سے انکار نہیں ہو سکتا بہر حال مجھے بجا طور پر فخر و خوشی حاصل ہوئی ہے کہ:۔

میری نظر نے عجب کارِ لاجواب کیا
کہ تجھ کو لاکھ حسینوں میں انتخاب کیا

اگر نواب صاحب ایک ناچیز ہستی کی اِس نذر کو قبول فرمائیں تو اسکی سرفرازی کا باعث ہوگا۔

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

نیاز مند محمدؐ لطیف

تعارف

موجودہ سیاسی کشمکش کے پردہ میں اکثریت والی جماعت کے اصلی مقاصد کیا ہیں اس پر بہت سے مضامین میری نظر سے گذرے لیکن یہ مضمون بہت ہی سادہ زبان میں عوام کی آگاہی کے لئے عام فہم پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ اِس مضمون میں تاریخی پس منظر نہایت خوش اسلوبی سے اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اِس سے ہندو مسلم ہنگاموں پر جو پردہ ڈالا گیا تھا وہ چاک ہو گیا۔

مجھے یقین ہے کہ اِس مضمون سے ہمارے بعض مسلم بھائیوں کی آنکھوں پر جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ بھی اُٹھ جائے گا۔

مسلمانوں کو جس موثر طریقہ پر اس میں مخاطب کیا گیا ہے یقین ہے کہ وہ بھی اپنا اثر پیدا کئے بغیر نہ رہے گا۔

ابوالحسن سید علی
معتمد صدر مجلس اتحاد المسلمین
حیدر آباد دکن

فقیر کا خیال

جناب تصور صاحب اور جناب محمد لطیف صاحب ایک روز فقیر کے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ وہ تحریر بھی تھی جو جناب محمد لطیف صاحب نے موجودہ سیاسی اور مذہبی کشمکش کے سلسلہ میں لکھی ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میری گوناگوں مصروفیتوں کی وجہ سے اِس تحریر کو فوراً نہ دیکھ سکا دو تین روز وہ میرے پاس رہی اس کے بعد میں اوّل تا آخر دیکھ لیا حقیقت یہ ہے کہ ایک درد بھرے مسلم کے جو احساسات ہو سکتے ہیں وہ ایک حد تک حروف کی شکل میں قرطاس پر نمایاں کر دئے گئے ہیں مسلمانوں کو ہوشیار، اور باخبر کرنے کی کوشش اور اُن کو غفلت سے بیدار کرنے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

اُمید کہ مسلمان اِس کو پڑھیں اور دوسروں کو سُنائیں گے فقط

فقیر
سید ولی اللہ حسینی
صدر جمعیت حزب اللہ

(حیدرآباد دکن)

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے — جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

محروم تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے — دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل — اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

اس دور کی ظلمت میں اک فکرِ مفکر دے — وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے

بے لوث محبت ہو بے باک صداقت ہو — سینوں میں اُجالا دے دل صورتِ بینا دے

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا — امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

میں بلبلِ نالاں ہوں اس اُجڑی گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

ایک قابلِ غور بات

آج کل حیدرآباد بالخصوص مسلمانانِ حیدرآباد جن دشوار گذار گھاٹیوں اور صبر آزما حالات سے گذر رہے ہیں وہ کوئی ایسا راز سربستہ نہیں ہے جس کے متعلق کچھ زیادہ تفصیل سے کہنے کی ضرورت ہو۔ اب معاملہ ساری ضمنی اور درمیانی کڑیوں سے گذر کر موت و حیات کے سوال پر آکر ٹھہر گیا ہے اسلام اور کفر کا مقابلہ ہے جو چیز صدیوں سے سرزمینِ دکن میں نہ ہوسکی تھی وہ بھی ہوچکی۔ ہندو مسلم اتحاد رخصت ہوگیا۔ باہمی رواداری و مساوات کا سلوک موقوف ہوگیا۔ برطانوی ہند کے صوبہ جات کے مانند فرقہ واری فسادات کی آگ نے ملک کے خرمنِ امن کو جھلس دیا۔ نام نہاد ستیا گرہ کی لعنت مطلع حیدرآباد پہ منڈلا رہی ہے۔ بم سازی کا منصوبہ جو کبھی کے حاشیۂ خیال میں نہ آسکتا تھا اپنی مادی شکل و صورت خاص طرح اختیار کرچکا۔ زہر خورانی کی وارداتیں نہایت سفاکی و بے باکی کے ساتھ ہوچکیں اور معصوم جانوں کو بے دریغ پیوندِ زمین و سپردِ خاک کیا گیا۔ یہ وہ امن سوز باتیں ہیں جو حکومت کے سر پر قایم رہنے کے باوجود مسلمانوں کے نیست و نابود

کئے جانے کے متعلق کی جا چکیں ہیں اور جو انسانیت کے نام پر ابدالآباد تک بدنما داغ ہو کر رہیں گی اور آنے والی نسلوں کے لئے سامانِ عبرت بہم پہنچائیں گی۔ یہ سب کیوں ہوا اور یکدم و یکلخت انقلاب برپا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ آیا اصلاح کی کوئی امید ہے۔ آیا اپنی عزت و وقار کے سنبھالنے کا کوئی سامان ہے؟ اگر ہے تو کیا؟ یہ وہ چند استفسارات ہیں جو آج کل کی فضا میں ہر سمجھدار مسلمان کے دل کی گہرائیوں سے اُٹھتے ہیں جن کا جواب مجملاً آگے کے چند ایک اوراق میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے بغور ملاحظہ ہوں۔

برادرانِ وطن کی گذشتہ پچاس سالہ سرگرمیاں

ہندؤں کی گذشتہ پچاس سالہ سرگرمیوں پر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اُن کے ذہنوں میں ایک خاص تصوّر کام کر رہا ہے اور وہ تصور ہندو راج کا قیام ہے۔ یہ تصوّر کبھی تو کانگریس کی شکل میں رُونما ہوتا ہے کبھی مہاسبھا کے روپ میں۔ کبھی آریہ سماجی تحریک میں وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو کبھی سنگھٹنوں کے دوش بدوش۔ کبھی وہ سرمایہ دار بن جاتا ہے اور کبھی قوم پرست کبھی وہ حب الوطنی کے راگ الاپتا ہے تو کہیں وہ فرقہ واریت کے بیج بوتا ہے کہیں

وہ انگریزوں سے جنگ کرتا ہے تو کہیں وہ مسلمانوں سے اُلجھتا ہے
غرضیکہ وہ لڑتا بھڑتا ٹھہرتا رُکتا پیچ و خم کھاتا ہوا اپنا راستہ صاف کرتا
چلا جا رہا ہے ایک سیلاب ہے کہ بے پناہ رفتار کے ساتھ حاوی ہو رہا
ہے اور ایک سمندر ہے کہ اُس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجیں اقلیت
کی خس و خاشاک کو بہا لے جا رہی ہیں۔ گویا وہ ایک ایسا اژدہا ہے
جس کے کئی مُنہ ہیں جن سے ہر جانب وہ پھنکارے مار رہا ہے۔

ہندو راج کا تصوّر

گذشتہ نصف صدی کے دوران میں دو برہمن پیدا ہوئے
جن کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ وہ تصورِ ہندو راج کے علمبردار تھے
تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ ایک کا نام پنڈت بال گنگا دھر تلک اور دوسرے کا
نام سوامی دیانند سرسوتی تھا دونوں ہی غیر ملکیوں کے سخت دشمن
تھے اور اُن کی اِصطلاح میں غیر ملکی وہ ہے جو ہندو دھرم یا ہندو
تہذیب کے علاوہ کوئی اور مذہب و تہذیب رکھتا ہے۔ جیسے انگریز
مسلمان۔ پارسی وغیرہ۔ پنڈت بال گنگا دھر تلک نے اپنے مقصد کے
حصول کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز کیا کہ میلوں اور تہواروں کے مواقع پر
جو ہندوؤں کا اجتماع ہوا کرتا ہے اُس سے فائدہ اُٹھایا جائے اُنہیں

نہ صرف بیدار کیا جائے ملکہ مسلمانوں اور انگریزوں کے خلاف اُکسایا جائے اُنہوں نے اس غرض کے لئے دو میلوں کو خاص طور پر منتخب کیا جیسا کہ رولٹ کمیٹی کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل تھے :۔

آنریبل جسٹس ایس۔ اے۔ ٹی۔ رولٹ۔ صدر کمیٹی

" سر باسل سکاٹ کے۔ ٹی۔ چیف جسٹس بمبئی

" دیوان بہادر سی۔ وی۔ کمار سوامی شاستری جج ہائیکورٹ مدراس۔

" مسٹر پروواش چندر متر وکیل ہائی کورٹ کلکتہ۔

" جے۔ ڈی۔ ڈی۔ ہاج آئی۔ سی۔ ایس (سکریٹری کمیٹی)

اس کمیٹی کی غرض یہ تھی کہ ہندوستان میں سیاسی انقلاب کی تحریکوں کے متعلق مجرمانہ سازشوں کی اصلیت اور وسعت کے بارے میں تحقیقات کر کے رپورٹ مرتب کرے۔ کمیٹی نے پوری تحقیق کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا اُسے ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :۔

رولٹ کمیٹی کی تحقیقات

"مغربی ہندوستان میں مغویانہ تحریک کے آثار ابتدا میں دو سالانہ

میلوں میں رونما ہوئے جن میں ایک کو ہندو دیوتا گنپتی کے اعزاز میں منعقد کرتے ہیں۔ اور دوسرا مرہٹہ سردار سیواجی کے اعزاز میں جس نے اہالیانِ دکن کو مسلمان حکمرانوں کے خلاف متحد کیا تھا۔ گنپتی کے میلہ کے دھوم دھام سے منائے جانے کی رسم تازہ معلوم ہوتی ہے خیال غالب ہے کہ بمبئی میں ۱۸۹۳ء میں جو فساد ہندوؤں و مسلمانوں کے مابین ہوا تھا اس کے بعد مفسدوں نے ہندوؤں مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کا بہترین ذریعہ یہ سوچا کہ گنپتی کا میلہ اعلیٰ پیمانہ پر منعقد کیا جائے اور جس طرح مسلمان لوگ اپنے شہیدانِ سلف کے تابوتوں کو ایامِ محرم میں دریا بُرد کرتے ہیں اُسی طرح علم وفتح کے دیوتا گنپتی کی مورتی کو اس کے آخری جائے آرام دریا یا جھیل میں بہا دیا جائے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو زخمی کیا جائے پہلے پہل نماز کے وقت مسجدوں کے پاس سے گزرتے ہوئے جلوسوں کا گانا بجانا حکماً بند کر دیا جاتا تھا۔

اس خیال کو لے کر ستمبر ۱۸۹۴ء میں مفسدوں نے اس معمولی پوجا کو عالمگیر نمایش بنانے کے انتظامات کئے اور پوجا کے لئے میلے کی ایسی جگہ انتخاب کی جہاں عوام بآسانی جمع ہوسکیں نیز ایسا انتظام کیا گیا کہ گنپتی کے حضور میں جو لوگ ہوں وہ گتکا بازی اور دیگر جسمانی ورزشوں کے ماہر ہوں متواتر دس دنوں تک نوجوانوں کے گروہ گلیوں اور بازاروں میں

ایسے شعار گاتے پھرے جن سے مسلمانوں اور گورنمنٹ کی مخالفت مقصود تھی۔ اِس موقعہ پر ایسے اشتہارات طلباء کی طرف سے تقسیم کئے گئے جن میں عام ہندوؤں کو مقابلے کے لئے اور مرہٹہ لوگوں کو بغاوت کے لئے ترغیب دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ غیر ملکی حکومت کا خنجر ہر کس و ناکس کے سینہ میں کھونپا ہوا ہے۔ جسے نکالنے کے لئے مذہبی فساد پہلا قدم ہونا چاہیئے۔

قدرتاً اِس تہوار سے بدامنی اور فساد کی کئی وارداتیں ہوئیں چنانچہ ایک موقع پر ساٹھ ستر آدمیوں کے جلوس نے ایک مسجد کے نزدیک سے گزر کر مسلمانوں کے مذہبی مراسم میں دخل اندازی کی اور پولیس کے مزاحم ہوئے۔ ادھر پونہ میں یہ وارداتیں ہو رہی تھیں اُدھر لوگوں کو سیواجی کی سمادھ کی طرف متوجہ کیا جا رہا تھا جو لاپرواہی کی وجہ سے ویران ہو رہی تھی۔ پس پونا میں انتظام کیا گیا کہ اُن کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اُس کے جنم دِن اور تاجپوشی کے سالگرہ میں میلے منعقد کئے جائیں پس پہلا تہوار تاجپوشی ۱۸۹۵ء میں ہوا جس کے بعد یہ ہر سال ہوتا رہا اور اُس موقعہ پر پُرجوش تقریروں کے دوران میں علانیہ سیواجی کی قوت و اقتدار کا تذکرہ کیا جاتا جس نے مسلمانوں کی غیر ملکی حکومت کے خلاف کامیاب کوشش کی تھی۔

اِس طرح موجودہ ہندوستان کو دولتِ برطانیہ کے خلاف کھڑا ہونا چاہیئے بالکل آسان اور قدرتی تھا۔ اِنہی ایام میں پونا کے چیت پاون برہمن۔ داموراؤ بال کرشن چپےکار نے جسمانی و فوجی تربیت کیلئے ایک سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس کا نام اُنھوں نے "ہند و دھرم کی رکاوٹیں دُور کرنے والی سبھا" رکھا۔ اِن کے جذبہ کا اندازہ ذیل کے شلوکوں سے لگ سکے گا جو مندرجۂ بالا میلوں کے موقع پر چپےکار پڑھا کرتے تھے۔

مذہب کے نام پر سیاسی جلسے اور میلے

شلوک جو سیواجی کے میلہ پر پڑھا جاتا تھا محض سیواجی کی کہانی سُنا دینے سے آزادی نہیں حاصل ہوجاتی بلکہ ضروری ہے کہ لوگ سیواجی اور باجی راؤ کی مانند اولوالعزمانہ جانبازی دکھانے پر آمادہ ہوجائیں۔ بہرحال اے لوگو اب تم کو ڈھال تلوار سے مسلح ہوجانا چاہیئے کہ ہم نے دشمن کو برباد کرنے کا تصفیہ کرلیا ہے۔ ہم قومی جنگ کے میدان میں اپنی زندگیوں کو جوکھوں میں ڈال دیں گے اور دشمنوں کے خون سے زمین کو سُرخ کردیں گے جو ہمارے مذہب کو ناپاک کر رہے ہیں۔ ہم دشمنوں کو مار کر مریں گے اور تم عورتوں کی طرح بیٹھ کر کہانیاں سُنتے رہو گے۔" گنپتی کے میلے کا شلوک یہ ہے۔

"افسوس کہ تم کو اپنی حلقہ بگوشی اور محکومیت پر ذرا افسوس نہیں آتا۔
اِس لئے بہتر ہے کہ خود کشی کر لو۔ بدطینت لوگ قصابوں کی مانند
جلّادوں کی سی بے رحمی سے گائیوں اور بچھڑوں کو ذبح کرتے ہیں۔
اُٹھو اور گائے ماتا کی مدد کرو۔ اِن کی تکلیف کو دفع کرو۔ مرجاؤ
مگر مرنے سے پہلے انگریزوں کو ٹھکانے لگا دو۔ سُست بیٹھ کر زمین پر
بارگراں کیوں بنتے ہوئے ہو یہ ہندوستان ہے پھر اِس پر انگریزوں کا
تسلط کیوں ہے۔" اِس کے بعد ۱۵ رجون ۱۸۹۷ء کی اشاعت
کیسری میں سیواجی کی تاجپوشی کے میلہ منعقدہ ۱۲ رجون کی روداد
شائع ہوئی جس کے دوران میں "اقوالِ سیواجی" کے عنوان سے شاعرانہ
انداز کے چند فقرات درج تھے رپوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسی
موقعہ پر ایک لیکچرار نے جوش انگیز پیرایہ میں کہا کہ ہر ایک ہندو
اور مرہٹہ کا خواہ اُس کا تعلق کسی فریق سے کیوں نہ ہو فرضِ اولین ہے کہ
سیواجی کے میلہ کی تقریب میں خوشی منائے۔ ہم اپنی گم شدہ آزادی کے
حصول کے لئے مصروفِ پیکار ہیں۔ اور اِس بارگراں کو پرے
پھینکنے کے لئے مشترکہ سعی ناگزیر ہے کسی شخص کو نہیں چاہئے کہ اُس
صادق القلب شخص کے راستے میں رکاوٹ ڈالے جو اِس سنگِ راہ کو
ہٹانے میں کوئی بھی طریقہ جسے وہ مناسب سمجھے اختیار کرے باہمی

مخالفت سے ہماری ترقی بہت رُک رہی ہے۔ اگر دیکھو کہ کوئی تمہارے ملک پر ظلم کر رہا ہے تو اُس کو ہلاک کر دو نہ کہ دوسروں کے کام میں رُکاوٹ بنو۔ موجودہ ہنوار کی مانند جو مواقع افرادِ منتشر کو یکجا کر سکتے ہیں۔ مبارک ہیں۔ ایک اور لیکچرار نے کہا کہ انقلاب فرانس میں حصہ لینے والوں نے اپنے الزامات کی جوابدہی کرتے وقت کہا تھا کہ ہم قتل کے الزام سے بری ہیں کیونکہ ہم نے صرف اپنی راہ سے کانٹے ہٹائے ہیں۔ کیوں نہ یہی جواب مرہٹوں کے لئے کافی سمجھا جائے۔ صدرِ جلسہ مسٹر تلک کا تبصرہ حسبِ ذیل ہے۔

دشمنوں کو مکان میں بند کر کے جلا دو

"سوال یہ ہے کہ آیا سیواجی نے افضل خاں کو قتل کر دینے میں کوئی پاپ کیا تھا۔ اِس کا جواب مہابھارت کے اوراق میں مل جاتا ہے بھگوان کرشن کا صاف اپدیش ہے کہ نشکام کرم ہوتے ہوئے ہیں اپنے گورو اور رشتہ دار تک کو ہلاک کر دو تم پر کوئی الزام عاید نہ ہو سکے گا۔ افضل خاں کے قتل میں سیواجی کی ذاتی اغراض پوشیدہ نہ تھیں۔ اُس نے جو کچھ کیا رفاہِ عام کی خاطر کیا تھا اِس لئے اِس کے قتل کو گناہ نہیں

کہا جا سکتا۔ اگر ہمارے مکان میں چور داخل ہو جائیں اور ہم دیکھیں کہ اُن کو باہر نکالنے کے لئے ہم میں کافی قوت نہیں ہے تو چاہئے کہ اِن کو اندر بند کر کے مکان کو آگ لگا دیں اور اُن کو زندہ جلا دیں۔ پر ماتما نے تانبے کے ٹکڑے پر لکھ نہیں دیا کہ جاؤ ہندوستان کی حکومت تمہاری ہے۔ (رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پہلا باب صفحہ ۱۱ تا ۱۵)۔

سیواجی کا مشن

اقتباس بالا سے معلوم ہو گا کہ سیواجی کی یادگار منانے کی اہمیت کیا ہے اِس موقع پر مناسب ہے کہ سیواجی کے مشن و مقصد کی جانب ذرا سا اشارہ کیا جائے۔ اِس کا اندازہ اُن خطوط سے ہو سکتا ہے جو سیواجی نے راجہ جے سنگھ والئی جے پور کے نام بھیجے۔ ایک خط کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

میری تلوار مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے

افسوس صد ہزار افسوس کہ یہ تلوار مجھے ایک اور ہی مہم کے لئے میان سے نکالنی پڑی اِسے مسلمانوں کے سر پر بجلی بن کر گرنا چاہیئے

تھا جن کا نہ کوئی مذہب ہے اور نہ جنہیں انصاف کرنا آتا ہے
میری بادلوں کی طرح گرجنے والی فوجیں مسلمانوں پر تلواروں کا
وہ خونیں مینہ برسائیں گی کہ دکن کے ایک سرے سے لیکر دوسرے
سرے تک سارے مسلمان اِس سیلاب خون میں بہہ جائیں گے اور
ایک مسلمان کا نشان بھی باقی نہ رہے گا"

تلک مہاراج کی خطرناک وصیت

پھر پنڈت بال گنگا دھر تلک نے مسلمانوں کو تباہ کرنے
اور غلام بنانے کی ایک تجویز یہ بتائی کہ ہندوستان کی سب
جائداد یں ہندوؤں کے قبضہ میں آجائیں۔ کہتے ہیں کہ مسٹر تلک نے
مرتے وقت اپنے ایک راز دار دوست سے کہا کہ یہ میرا پیغام
مسٹر گاندھی کو پہنچا دینا کہ میری طرح ہمیشہ اِس بات کا خیال
رکھیں کہ جس طرح بھی ہو سکے ہندوستان کی سب جائدادیں
ہندوؤں کے قبضہ میں آجائیں پھر صرف ایک حکومت کا مسئلہ
باقی رہ جائے گا جس کا حل بہت آسان ہوگا مقدم بات یہ ہے
کہ ملکیت ہندو قوم کی ہو جائے ۔

سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی سرگرمیاں

اِس کے بعد ضروری ہے کہ دوسرے شخص سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج کی سرگرمیوں کا حال مختصراً بیان کر دیا جاوے۔ پنڈت بال گنگا دھر تلک کی طرح سوامی دیانند کا مقصد بھی ہندو راج کے قیام کے وسایل کی ترویج ہے لیکن طرزِ عمل مختلف ہے۔ مسٹر تلک نے اپنے عندیات و منشاء کو صاف اور عُریاں لیاس میں بیان کیا ہے، سوامی دیانند نے ایک مذہبی برقعہ تیار کر کے اِس کی آڑ میں اپنی مطلب براری کرنی چاہی ہے۔ سوامی موصوف نے ایک دعاؤں کا مجموعہ شایع کیا جس میں بہت سے وید منتر مع ہندی ترجمہ جمع کئے گئے اور معمولی سی قیمت رکھ کر ملک میں پھیلایا گیا اب بظاہر تو یہ مناجات کی کتاب تھی لیکن اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اُس میں وہ سبھی کچھ بتا دیا ہے جو اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری تھا اِس میں کئی ایسی دُعائیں لکھی ہیں جس کے نتیجہ میں ہندوؤں میں ہندو راج کے قیام کی شدید خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کئی ایسی ہیں جن میں تمنا کی گئی ہے کہ غیر ملکی راج نہ رہے اور چونکہ یہ دعاؤں کی کتاب تھی اِس لئے ضروری تھا کہ ہر ایک صبح و شام عبادتوں کے وقتوں میں اُس کی تلاوت کرے

اور اُس میں جو کچھ لکھا ہے اُس سے متاثر ہو۔ پس یہ ایک ایسی تدبیر تھی جو خاموشی سے اپنا کام کرتی گئی اور حسن خیال کو پیدا کرنے کے لئے مسٹر تلک وغیرہ نے دُھواں دھار تقریریں اور ہنگامے برپا کئے وہ سوامی جی نے اس چھوٹی سی کتاب کے ذریعہ کر دکھایا۔ بطور نمونہ چند ایک اقتباس درج ذیل ہیں ناظرین انہیں پڑھیں اور سوامی جی کی ہشیاری کی داد دیں

(۱) اے مہاداتا ایشور اگنی آپ کی کرپا سے سورن رتن آدی نتھا چکرورتی راجیہ اور وگیان روپ دھن کو میں پراپت ہو دن۔

یعنی اے ایشور دانا آپ کی مہربانی سے سونا جواہر وغیرہ اور عالمگیر راج اور علم کی دولت کو میں حاصل کروں۔

(۲) ہے اندر پرماتمن۔ ہمارے لئے چکرورتی راجیہ اور سامراجیہ دہن کو "سکم" سکھ سے پراپت کر۔ ارتھات آپ کی کرنا سے ہمارا راجیہ اور دہن سدا ورد ھی کو ہی پراپت ہو۔ یعنی اے پرماتما! ہمارے لئے عالمگیر راج اور سامراج کی دولت کو سُکھ سے حاصل کرو۔

(۳) ہے سُروسُوکھیہ پروشیور! ہم کو بل یکت کر۔ ہے مہاراج ادہراج پرہرمن! کُشتہ یہ اکھنڈ چکرورتی راجیہ کے لئے شوریہ۔ ویریہ نیتی۔ دِنے پراکرم اور بل آدی اُتم گُن یکت کرپا سے ہم لوگوں کو یتھاوت پُشٹ کر۔ ابیہ دیش داسی راجا ہمارے دیش میں کبھی نہ ہوں تتھا ہم لوگ پرادہن کبھی

نہ ہوں یعنی اے تمام سُکھوں کے دینے والے ایشور! ہم کو طاقتور بنا۔ اے مہاراج ادھیراج پرمیشور! نا قابلِ زوال عالمگیر راج (شہنشاہت کے لئے) ہم لوگوں کو طاقت۔ استقامت۔ علم۔ سیاست۔ برداشت۔ اور قوت واقتدار وغیرہ اعلیٰ صفات سے متصف کر کے مضبوط بنا۔ غیر ملک کے راجہ ہمارے ملک پر کبھی حکومت نہ کریں۔ اور ہم لوگ (ان کے) کبھی ماتحت نہ ہوں۔ (آریہ ہونے پر ارتھنا ۳۱ صفحہ ۱۰۸)۔

اِس کے علاوہ سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے اپنی کئی اور تصانیف میں مسلمانوں اور انگریزوں کے خلاف جو زہر اُگلا ہے اُس کے لئے مندرجہ ذیل اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ "کتاب ستیارتھ پرکاش اُردو بار چہارم باب ۱۰ دفعہ ۱۱ صفحہ (۳۰۲) پر بانی آریہ سماج کہتے ہیں۔ کیا مختلف ملکوں اور براعظموں میں حکومت اور بیوپار کرنے کے بغیر کبھی اپنے ملک کی ترقی ہو سکتی ہے؟ اگر اپنے ملک ہی میں اپنے ملک کے باشندے معاملات کریں اور غیر ملک والے اِن کے ملک میں تجارت یا حکومت کریں تو بجز مفلسی اور دُکھ کے دوسرا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ (۳۰۵) پر وہ لکھتے ہیں کہ جب آریوں کا راج تھا تو یہ نہایت مفید جانور گائے وغیرہ نہیں مارے جاتے تھے جب سے غیر ملک کے (مسلمان اور عیسائی) گوشت خور لوگ اِس ملک میں آکر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے والے شراب خوار

حکمراں ہوئے تب سے برابر آریوں کا دُکھ بڑھتا جاتا ہے۔

آریوں کی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش

آریہ سماج کا یہ دعویٰ بڑے زور شور سے جاری ہے کہ وہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور ویدک دھرم کا پھیلانا اُن کا مقصد ہے لیکن وہ اپنے مذہب کی تبلیغ میں جو تدابیر اختیار کرتے ہیں اور جن معتقدات کے وہ پیرو ہیں۔ وہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ دراصل اُن کا مقصدِ اصلی کیا ہے چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے قابل مدیر نے ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے وہ مندرجۂ ذیل اقتباس سے ظاہر ہوگی:—

ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کی رائے

جو ابواب اس کتاب دستیارتھ پرکاش میں پائے جاتے ہیں اُن کی تعلیم سے اُس اتحاد کی نفی ہوجاتی ہے جو جمہوریت کے لئے کسی ملک کے مختلف الخیال لوگوں میں ہونا ضروری ہے۔ اس کے چھٹے باب میں ہندوؤں کو ہندو راج قائم کرنے کا تصور سمجھایا گیا ہے۔ جس کے لئے ایسے بادشاہ اور وزراء کی ضرورت

بیان کی گئی ہے جو وید کے عالم اور اُس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں
اِس کا مطلب بالفاظِ دیگر یہ ہے کہ پارسی مسلمان اور دیگر
اقوام کے لئے سوائے محرومی کے چارہ نہیں (سول ۲۲ ستمبر ۱۹۲۴ء)

سر مائیکل اوڈوائر سابق گورنر پنجاب کی رائے

پنجاب کے ایک سابق گورنر مائیکل اوڈوائر نے رائے
دی ہے کہ۔ آریہ سماج نے ہندوؤں میں تازہ روح پھونکی اور
ایسی قوم پرستی کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد نہ صرف ہندو مذہب کو
تقویت دینا بلکہ ہندو راج قایم کرنا ہے (اخبار مسلمان ۲۳ دسمبر
۱۹۲۵ء صفحہ نمبر (۳)۔

حیدر آباد میں آریہ سماج تحریک

بیانات مندرجۂ بالا سے قارئین کرام نے اُس تاریخی پس منظر کا
حال معلوم کر لیا ہے جو آج کل حیدر آباد کی مغویانہ سرتابیوں
اور باغیانہ جدوجہد کا منبع وماخذ ہے۔ حال میں سرکار عالی کی
جانب سے حیدر آباد میں آریہ سماجی تحریک کے نام سے جو رسالہ
شائع ہوا ہے اُس سے آریہ سماج کے مقاصد و عزایم کا صاف پتہ

چلتا ہے کہ وہ حیدر آباد کے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ نمونتاً چند ایک اقتباسات یاد تازہ کرنے کے لئے ذیل میں دئے جاتے ہیں:۔

(۱) ہندوؤں اٹھو اور حیدر آباد کو جڑ سے ہلا ڈالو (آریہ ویر ۷ ر فروری ۱۹۳۸ء)۔

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کا نام و نشان نہیں رہنا چاہئے۔ ہم عنقریب مسلمانوں کو مار ڈالنے والے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی چاہئے کہ مسلمانوں کی عورتوں کو چھیڑیں اور ستائیں۔ ریاست نظام کو ہندوستان میں باقی نہ رہنا چاہئے۔ ہندوستان میں ہندو راج ہونا چاہئے یہاں کوئی مسلمان بادشاہ نہیں رہ سکتا ہمیں نظام کا تخت چھ مہینے میں حاصل کر لینا ہے (ملیالم آریہ سماجی ہم پرچارک)

(۳) مسلمانوں سے کہنا چاہئے کہ اپنے وطن عرب کو واپس چلے جائیں اور وہاں جاکر ریت پھانکیں۔

(۴) ایک دن ہندو مت شیر کی طرح اٹھے گا اور دوسرے تمام مذاہب کو ہضم کر جائے گا۔

(۵) آریوں کو چاہئے کہ ہندوستان میں ایک بھی مسلمان باقی نہ رکھیں (ستیا دیو جی)۔

(۶) ہندوؤں کو چاہیئے کہ تیار ہو جائیں اور چندہ جمع کریں لڑکوں کو مسلح کرنا چاہیئے۔ وقت قریب ہے کہ اُنہیں اکھاڑے میں اُترنا پڑے اُنہیں مسلمانوں سے بدلہ لینا چاہیئے۔ مسلمانوں کو مار کر نکال دینا چاہیئے مسلمانوں کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۷) حاضرین کو چاہیئے کہ پستولوں اور تلواروں سے تیار ہو جائیں کیونکہ ایک دن اِس کی ضرورت پیش آنے والی ہے۔

(۸) مذہب کے نام سے عورتوں کی عصمت دری کی گئی خصوصاً اِس ریاست حیدر آباد میں اُن لوگوں نے جبراً تلوار کے ذریعہ مذہب پھیلایا جو یہ فخر کرتے تھے کہ حکومت اُن کی ہے اور اُن کی تلوار طاقتور ہے اور اِس لیئے اِسلام قبول کرنا ہی پڑیگا۔

(۹) لوگوں کو چاہیئے کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیئے مسلّح ہو جائیں جب کبھی سبھا مطالبہ کرے تو اُنہیں ستیاگرہ کرنے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے۔ جو لوگ ستیاگرہ میں حصہ لینے سے انکار کریں گے وہ ایسے لوگ ہوں گے جو یہ چاہتے ہیں کہ غنڈہ ہاتھوں اُن کی عورتیں چھیڑی جائیں اور جو غلامی میں رہنا کرتے ہیں۔

(۱۰) ہندو اپنے دشمنوں کی حکومت میں لیے کس وجہ مجبور ہے لیکن وہ بہت جلد آزاد ہوجائے گا اور مسلمانوں کی حکومت ختم ہوجائے گی مسلمانوں کے غرور کا سر نیچا ہوچکا ہے۔ اور جو کچھ باقی ہے وہ بہت جلد ختم ہوجائے گا۔ حاضرین کو مسلمانوں سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ اُن سے جھگڑا انکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

یہ تو اُس قوم کا حال ہے جو مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کے سازوسامان کے ساتھ مسلح صف آرا رہے اِس کے بالمقابل مسلمانوں کی حالت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ دیکھیں کہ یہ کتنے پانی میں ہیں ہندو قوم کی گذشتہ نصف صدی کی سرتوڑ کوششوں کے آگے مسلمان کیا سرمایۂ حیات پیش کرسکتے ہیں۔ آئیے غور کریں۔

(۱) مسلمانانِ ہند خوابِ غفلت میں پڑے اس قدر مدہوش ہیں کہ اُنہیں خوابیدہ کہنے کی بجائے مردہ کہا جائے تو کچھ زیادہ غلط نہ ہوگا۔

(۲) مسلمان تعداد میں کم ہیں۔ اِن کی اقلیت مسلّمہ ہے۔

(۳) مسلمان مرفہ الحال نہیں بلکہ زیادہ تر فاقہ زدہ ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ دیگر اقوام کے دست نگر ہیں۔

(۴) مسلمان آپس میں متحد و متفق نہیں ہیں۔ بلکہ نا اتفاقی کا مرض چڑھ گیا ہے۔

(۵) مسلمان عیاش ہیں نہ ہی اقتصاد درست رکھتے ہیں اور نہ ہی نسل کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۶) مسلمان اُمراء اپنے غرباء سے بالکل غافل ہیں اور انہیں گلے لگا کر آگے بڑھانا نہیں چاہتے۔

(۷) مسلمان مجاہد قوم ہونے کے باوجود اپنے پاس مدافعت کے کوئی سازو سامان نہیں رکھتے۔ نہ تلوار نہ بندوق نہ ریفل نہ غلیل وغیرہ اور اسلحہ کے ساتھ اِن کی محبت دِن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔

(۸) مسلمان منظم نہیں۔ اِن کی رائیں آپس میں ٹکراتی اور منزل کو کھوئی کرتی رہتی ہیں۔

(۹) مسلمان مُسرف ہیں۔ انہیں اپنے اخراجات پر کبھی قابو حاصل نہ

(۱۰) مسلمان رسم و رواج کے چکر میں ہیں اور پنپنے نہیں پاتے ہیں۔

(۱۱) مسلمان تبلیغ نہیں کرتے حالانکہ اِن کا فرض ہے۔

(۱۲) مسلمان کثرتِ ازدواج پر عمل نہیں کرتے حالانکہ قرونِ اولیٰ میں اِس پر کثرت سے عمل ہوتا تھا۔

غرض کیا کیا گنائیں۔ کسی نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

(۱) صید و شکارِ غم ہے تو مسلم خستہ جاں کیوں
اُٹھ گئے سب جہاں سے تیرے لئے اماں کیوں

(۲) بیٹھنے کا تو ذکر کیا بھاگنے کو جگہ نہیں
ہو کر فراخ اس قدر تنگ ہوا جہاں کیوں

(۳) ڈھونڈتے ہیں تجھی کو کیوں سارے جہاں کے ابتلا
پیستی ہے تجھی کو ہاں گردشِ آسمان کیوں

(۴) کیوں بنی پہلی رات کا خواب تیری بڑائیاں
قصۂ ماضی ہوئی تیری وہ آن بان کیوں

(۵) ہاتھ میں کیوں نہیں وہ زور بات میں کیوں نہیں اثر
چھینی گئی ہے سیف کیوں کاٹی گئی زبان کیوں

(۶) واسطہ جہل سے پڑا وہم ہوا رفیق دہر
علم کدہ کو چل دیا جاتا رہا بیان کیوں

(۷) رہتی ہے لے ثمر کیوں تیری تمام محنتیں
تیری تمام کوششیں جاتی ہیں رائیگان کیوں

(۸) سارے جہان کے ظلم کیوں ٹوٹتے ہیں تجھی پہ آج
بڑھ گیا حدِ صبر سے عرصۂ امتحان کیوں

(۹) تیری زمیں ہے رہن کیوں ہاتھ میں زر پرست کے

تیری تجارتوں میں ہے صبح و مسا زیاں کیوں

(۱۰) کسبِ معاش کی رہن تیری ہر اک گھڑی ہے جب
تیری عزیز بھی ہیں فاقوں سے نیم جاں کیوں

(۱۱) کیوں ہیں یہ تیرے قلب پر کفر کی چیرہ دستیاں
دل سے ہوئی ہے تیرے محو خصلتِ لقمان کیوں

(۱۲) خلق تیرے کدھر گئے خلق کو جن پہ ناز تھا
دل تیرا کیوں بدل گیا بگڑی تری زباں کیوں

(۱۳) تجھ کو اگر خبر نہیں اس کا سبب مجھ سے سُن
تجھ کو بتاؤں میں کہ برگشتہ ہوا جہاں کیوں

(۱۴) منبع امن کو جو تو چھوڑ کے دور چل دیا
تیرے لئے جہان میں امن ہو کیوں اماں کیوں

(۱۵) ہو کے غلام تو نے جب رسمِ وداد قطع کی
اس کے غلام در جو ہیں تجھ پہ ہوں مہرباں کیوں

اب کیا کیا جائے؟

مذہبِ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اِس میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنے پیرووں کو دوسروں پر غالب کرے۔ خدائے اسلام مایوسی کو کفر قرار دیتا ہے مسلمان اب بھی اپنی حالت کا احساس کریں۔ یک جہتی و اتفاق کو اپنا شعار بنائیں۔ ملک میں جتنے اسلامی فرقے بستے ہیں۔ وہ بجائے آپس میں دست و گریباں ہوتے کے اِسلام کے جھنڈے تلے آئیں اور جو شخص کلمہ شریف لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ کہے اُسے اپنے گلے سے لگا لیں۔ اُمرا غفلت ترک کریں۔ اور اپنے گرے ہوئے بھائیوں کو اُٹھائیں۔ عالم اپنے جاہلوں کو سنبھالیں اور اُنہیں علم پڑھائیں۔ ہوشیار بیدار ہوں اور اپنی بیماریوں کا علاج کریں۔ اب وہ حالت نہیں ہے کہ مرض سمجھ میں نہ آئے اب پانی اتنا اونچا ہو گیا ہے کہ کسی کے خبردار کرنے کی حاجت نہیں۔ ہر گھر خود کفیل ہونے کے اُصول پر عمل پیرا ہو۔ اقتصاد کو بہتر بنائے جہاں تک ہو دوسروں کے ساتھ تعاون عمل کرے جن خرابیوں کو اوپر گنایا گیا ہے انہیں فی الفور ترک کر دیا جائے اور ترقیات کے میدان میں آگے سے آگے نکل جانے کی کوشش کی جائے۔ "اپنی مدد آپ" پر کاربند ہوں اور یاد رکھیں کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی　نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

سوچیئے کہ اِس زمانے کے تباض اور رفتار زمانہ کے حقیقت آگاہ کیا فرماتے ہیں۔

مسلمان خبردار رہوں

میں تمام مسلمانوں کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ یہ وقت اُن کے لئے بہت نازک ہے۔ چاروں طرف سے تاریک بادل اُمڈے آرہے ہیں زمانہ مسلمانوں کو ایک اور زخم دینے کو تیار ہے۔ ایک دفعہ پھر وہ بنیادیں جن پر اُنہیں عظیم الشان اعتماد تھا ہل رہی ہیں اور وہ عمود جن پر اُن کے نظام کی چھتیں رکھی گئی تھیں متزلزل ہو رہی ہیں وہ لوگ جنھیں وہ اپنا سپاہی سمجھتے تھے دشمن کی فوج میں شامل ہوکر اِن سے لڑنے پر آمادہ ہیں۔ اِن کی عقل و دانش کے امتحان کا وقت پھر آرہا ہے۔ خدا پھر دیکھنا چاہتا ہے کہ پچھلی مصیبتوں سے اُنہوں نے کیا حاصل کیا ہے۔ اور پچھلے تجربوں نے اُنہیں کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ پس یہ وقت ہے کہ وہ بیدار ہوں ہوشیار ہوں۔ زوردار تحریروں اور لچھے دار تقریروں سے متاثر ہونے کی بجائے اُن آنکھوں سے کام لیں جو خدا نے اُنہیں دی ہیں اور اُن کانوں سے کام لیں جو اللہ نے اُنہیں عطا فرمائے ہیں۔ اور اُس دل و دماغ سے کام لیں جو اُن کے

رب نے انہیں بخشا ہے اور اس بات کے لئے کھڑے ہو جائیں کہ وہ ذلت کی چادر جو انہیں پہنائی جاتی ہے وہ ہرگز نہیں پہنیں گے خدا نے مسلمانوں کو معزز بنایا تھا مگر انہوں نے خود اپنے لئے ذلت خریدی لیکن اب اُن کو چاہئے کہ وہ ذلت کے جامے کو اُتار پھینکیں اور اپنی موروثی عزت کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑ لیں۔

مسلمان کی شرافت کا امتحان

ہاں اگر یاد رہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جس سے بھی محبت کرتا ہے اُس سے بھی حدود کے اندر ہی محبت رکھ اور جس سے بغض رکھتا ہے اُس سے بھی حدود کے اندر بغض رکھ شرافت کا امتحان مخالفت ہی کے وقت میں ہوتا ہے۔ پس اپنے حقوق کے لئے پوری جدوجہد کریں۔ لیکن ایسے ذرائع اختیار نہ کریں جو دین اور دیانت کے خلاف ہوں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک مستقل اور نہ ختم ہونے والی جدوجہد کو اختیار کریں اور گالی کا جواب محبت سے اور سختی کا جواب نرمی سے دیں تاکہ دُنیا کو معلوم ہو کہ اُن کے اندر ایک ایسی طاقت ہے جسے بغض و عناد کی آندھیاں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں۔ وہ اپنے نفوس پر اعتماد رکھتے ہیں اور مضبوط چٹانوں کی طرح ہیں جو

ہر حالت میں اپنی جگہ پر قایم رہتی ہیں نہ کہ چھوٹے کنکروں کی طرح
کہ جو تھوڑی سی ہوا پر اُدھم مچاتے ہیں۔

اِسلام قایم رہیگا یا نہیں

ایک صاحب بصیرت بزرگ نے "اِسلام قایم رہے گا یا نہیں"
کے تحت حسب ذیل خیالات کا اظہار فرمایا ہے ایک بہت بڑی قوم
اِسلام پر حملہ آور ہے جو روز بروز اپنے خطرناک ارادوں کو ظاہر کر رہی
ہے اور ہر روز اُس کے ارادے خطرناک ہو رہے ہیں۔ وہ اِس اِرادہ کو
لیکر کھڑی ہوئی ہے کہ ملک کی پہلی حالت کو بدل کر اپنی حکومت
قایم کرے جو اسلامی حکومتوں کو مٹا دے اور کوئی مسلمان دنیا میں
باقی نہ چھوڑے۔ کیونکہ کون خیال کر سکتا ہے کہ اُوم کا جھنڈا مکہ پر
گاڑا جائے در حالیکہ کوئی مسلمان حکومت دُنیا میں باقی ہو یا کوئی مسلمان
ہی زندہ ہو پس جب کوئی قوم یہ کہتی ہے کہ مکہ پر اپنا مذہبی جھنڈا گاڑیگی
تو دوسرے لفظوں میں اُس کا یہ مطلب ہے کہ ایک مسلمان کو بھی دنیا میں
زندہ نہ چھوڑے گی اور ایک بھی اسلامی حکومت دُنیا میں رہنے نہ دیگی
کیونکہ جب تک کوئی اِسلامی حکومت باقی ہو یا ایک بھی سچا مسلمان زندہ ہو
اپنی جان دیگا مگر زندہ رہ کر کبھی گوارا نہ کریگا کہ مکہ پر اُوم کا جھنڈا

کسی کو گاڑنے دے) پس جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ یہ کوئی مذہبی سوال نہیں۔ اگر یہ مذہبی سوال ہوتا تو مختلف مذاہب والے جن میں ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فرق ہے وہ مسلمانوں کے خلاف کیوں مل جاتے۔ دراصل یہ سیاسی سوال ہے ورنہ جینیوں اور سکھوں کا ہندوؤں سے کیا تعلق۔ یہ لوگ اسلام کی نسبت ہندو مذہب کے زیادہ دشمن ہیں۔ ان کے اتحاد سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہبی سوال نہیں بلکہ سیاسی ہے۔ پس اوم کے جھنڈے سے مراد اوم کا جھنڈا نہیں بلکہ ہندوؤں کی حکومت کا جھنڈا ہے جسے مکہ پر گاڑنا چاہتے ہیں پس اب میں پوچھتا ہوں کہ ایسی حالت میں کسی اسلامی فرقہ کو جو دوسرے فرقہ کو کافر ہی کیوں نہ سمجھتا ہو اتحاد کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ہندوؤں کے ان ارادوں کا کہ مکہ پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑنا ہے احمدی یا غیر احمدی شیعہ یا سنی کے سوال سے کیا تعلق۔ فرض کر لو شیعیت ہی سچی ہے۔ لیکن جب کہ ہندوؤں کا جھنڈا مکہ پر گاڑا جائے گا تو کیا شیعیت باقی رہ جائے گی۔ یا احمدیت سچی ہے.........

......تو کیا وہ باقی رہ جائے گی یا اگر حنفیت سچی ہے تو کیا وہ باقی رہ جائے گی۔ یاد رکھو کہ کوئی اسلامی فرقہ باقی نہیں رہ جائے گا

سب مٹ جائیں گے۔ اِس کے بعد وہ مسلمانوں کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ آپس کے چھوٹے چھوٹے اختلافات مٹا کر سب سے ملنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر کوئی ناعاقبت اندیش مولوی منبر پر کھڑے ہو کر گالیاں بھی دیتا ہو۔ تو تب بھی اُس کی مدد کرنے کے لئے تیار رہو۔ اور اُسے کہو کہ اِس وقت ہم اسلام کو بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے جواب دینے کی ہمیں فرصت نہیں ہے۔ اِس طرح خواہ کوئی تمھارا کتنا ہی دشمن ہو اُس کی دشمنی کو نظرانداز کر دو۔ اگر کوئی گالی دے تو تم اُسے دُعا دو اگر تمھیں تھپڑ مارے تو اُس کا بوجھ اُٹھا لو تاکہ تم میں یہ تبدیلی دیکھ کر اُس میں بھی تبدیلی پیدا ہو اور وہ بھی اسلام کی خدمت کے لئے تیار ہو جائے۔ پس ضرورت ہے کہ تم لوگ نمونہ دکھاؤ اگر تم نمونہ دکھاؤ گے تو دوسروں میں بھی ضرور تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور تمام مسلمانوں میں وہ روح نظر آنے لگے گی جو زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ جسے دیکھ کر دشمن مایوس ہو جائے گا اور اپنی ناکامی اور نامرادی۔ اپنی ذلّت و شکست اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیگا بجائے اِس کے کہ اُوم کا جھنڈا مکہ میں گڑے۔ اسلام کا جھنڈا ساری دنیا میں گاڑ دیا جائے گا۔ پس خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ وقت بہت

نازک ہے دیر اور سستی کا قطعاً کوئی موقع نہیں ہے میں اپنے سب دوستوں سے چاہتا ہوں کہ آج سے ہی وہ اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کریں اور دوسروں کو اس وقت کی نزاکت سمجھائیں۔ سب آج سے اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات مٹا دو اور متفقہ اور متحدہ دشمن کا مقابلہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی مدد کرے گا۔ کیا ضرورت نہیں ہے کہ ان حالات کو اپنے دل کی تختی پر جلی حروف سے لکھیں اور عمل کریں فقط

خنازیر کوڑھ دق وسل جنون

و

جملہ امراضِ کہنہ کا

نہایت مجرب علاج کیا جاتا ہے۔ مستورات اور چھوٹے بچوں کے لئے علاج میں خاص سہولت رکھی گئی ہے۔ نیز امراضِ چشم خصوصاً دھندلا، جالا، پردہ، پھولا، موتیابند، نزول الماء، ضعفِ بصر کا علاج بخوبی کیا جاتا ہے امتحاناً سات یوم بلاقیمت دوا دیجاتی ہے اضلاع کے مریضوں کے لئے خصوصیت سے سہولت کا انتظام کیا گیا ہے کہ خط آتے ہی فوری جواب دیا جاتا ہے۔ باہر کے احباب (۵) کے ٹکٹ ذریعہ جوابی رجسٹری بھجوا دیں

اوقاتِ مطب

صبح (۷) بجے سے (۹) بجے تک شفاخانہ سعادت منزل روبروئے نخاس چوک اسپاں شاہ علی بنڈہ۔ پھر ۹½ بجے سے رات کے (۸) بجے تک شفاخانہ روبروئے مسجد پتھر گٹی قریب جنکشن بس مچھلی کمان۔

منیجر شفاخانہ زبدۃ الحکماء

عالیجناب حکیم میر سعادت علی صاحب معالجِ امراضِ کہنہ

کیا آپ کو معلوم ہے
کہ

اینٹ اور چونے کنکریٹ کی جیک آرچ چھت کیوں جلد ٹر کر ٹپکتی
ر خراب ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ چونا فولادی گرڈیوں کو کھا جاتا ہے
زنگ آلود ہوتے ہی پھول کر دباؤ ڈالتی ہے جس کی وجہ سے کمانیں
ٹ جاتی ہیں۔

ان دقّتوں کو دور کرنے کے لئے

سمنٹ کنکریٹ کی چھتیں تعمیر کرائیے جو طاقتور پائیدار اور جیک آرچ
نوں سے زیادہ ارزاں ہوتی ہیں۔ کنکریٹ کی تعمیر پر انجنیروں کے
ت خدمات اور

مشوروں کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر مراسلت کیجیے:-

خان بہادر احمد الہ دین اینڈ کمپنی

سکندرآباد

فاش ہوگیا

کہتے ہیں کہ غلہ و کرانہ کی تجارت میں بڑی بڑی دھوکہ بازیاں ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً
مرچ کی بکنی میں گیرو ملایا جاتا ہے۔ چاول گیہوں وغیرہ میں ملانے کے کنکر اور ڈھیلے مختلف
قسم کے چھلکوں میں ملا کر باقاعدہ فروخت ہوتے ہیں عمدہ قسم کی مرچ میں گھٹیا قسم یا اس کے
بیج ملا دیتے ہیں گھی کے بیوپار کی تو دنیا ہی نرالی ہے۔ خالص گھی وجیٹبل گھی کو مختلف طریقوں سے
ملایا جاتا ہے۔ خالص زعفران میں ایک قسم کا گھاس ملایا جاتا ہے جو خود زعفران سے
زیادہ خوش رنگ ہوتا ہے اور خالص زعفران کا ڈبہ ڈیڑھ سو یا دو سو کا ملتا ہے تو اس
گھانس کا اتنا ہی ڈبہ دو چار روپیہ کا ملتا ہے۔ چنانچہ اس ڈبہ کو ہم نے خاص طور پر منگوایا
ہے تاکہ اپنے محترم گاہکوں کو واقف کرائیں۔ تاپ تول میں ڈنڈی مارنا ایک کمال سمجھا جاتا ہے
بہرحال اس سارے ہنگامے بدتمیزی سے مسلم بنک اینڈ اسٹورز لمیٹڈ کو پاک رکھا گیا ہے
اور اپنے محترم خریداروں اور خصوصاً مالکان اسٹورز (حصہ داروں) سے جنکی تعداد
پروردگار نظر بد سے بچائے اسوقت تقریباً بارہ ہزار گھرانوں پر مشتمل ہے۔ استدعا ہے کہ
ہمارے صدر گودام یا ہماری شاخ پر ایسی کوئی بات محسوس فرمائیں تو فوراً مینیجنگ ایجنٹس
کو بذریعہ تحریر مطلع فرمائیں۔ عملہ فروخت مقررہ نرخنامے کے تحت ہوگی جس پر خاص
نگرانی رکھی جا رہی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا مال ہمارے نرخ ہر وقت آپکو مطمئن رکھیں گے

صدر گودام میں پردہ کا خاص انتظام ہو رہا ہے جس کی تیاری کی اطلاع عنقریب شائع کی جائے گی
کہیں اور سے غلہ خریدنے سے قبل ہمارے صدر گودام کو جہاں قیمت واجبی باٹ ترازو دیانتداری
کیساتھ کام کرتے رہتے ہیں ایک بار ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

سردست ایک شاخ اہل عرب کی خواہش پر بارکس میں قائم کر دی گئی ہے۔ انشاءاللہ عنقریب محلہ جات میں
متعدد شاخیں قائم کر دی جائیں گی

سلطان الدین اینڈ سنس مینیجنگ ایجنٹس دی مسلم بنک اینڈ اسٹورز لمیٹڈ فون نمبر ۲۵۰۱
نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن۔